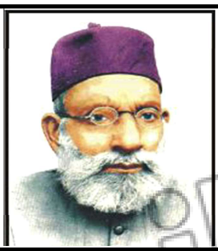

1

# مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے

ماخذ: کلیاتِ حسرت موہانی　　شاعر کا نام: حسرت موہانی　　ردیف: ہو گئی ہے

## شاعر کا تعارف: (U.B+K.B)

رئیس المتغزلین حسرتؔ موہانی 1857ء میں اودھ کے ایک قصبے موہان میں پیدا ہوئے۔ اصل نام سید فضل الحسن اور تخلص حسرت تھا۔ چوں کہ موہان کے رہنے والے تھے لہٰذا حسرت موہانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کے والد کا نام سید اظہر حسن تھا۔ حسرت کا سلسلہ نسب امام علی ابن موسیٰ رضا سے ملتا ہے۔ ان کے دادا سید محمود نیشا پور سے موہان آئے تھے اور پھر یہی بس گئے تھے۔ حسرت کی ابتدائی تعلیم پُرانی طرز پر عمل میں آئی۔ قرآن حکیم اور فارسی کی مُروّجہ کتب اپنے علاقے کے علُما سے پڑھیں اور اس کے بعد موہان مڈل اسکول میں داخل ہو گئے۔ حسرت کے والد کی کچھ جائیداد فتح پور میں تھی اس لیے ان کا زیادہ تر قیام فتح پور میں ہی رہتا تھا۔ چناں چہ حسرت انگریزی تعلیم کے حصول کے لیے اپنے والد کے ہمراہ فتح پور چلے گئے اور گورنمنٹ ہائی اسکول فتح پور سے میٹرک کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔ جس پر انھیں سرکاری وظیفہ بھی ملا۔ یہیں سے انھوں نے فارسی اور عربی میں تعلیم مکمل کی۔ فتح پور کی ادبی فضا حسرت موہانی کو بہت راس آئی بعدازاں وہ ڈاکٹر ضیاالدین کی دعوت پر علی گڑھ چلے گئے۔ یہاں ان کے ہم جماعتوں میں مولانا شوکت علی اور سید سجاد حیدر یلدرم جیسے لوگ شامل تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے حسرت نے عربی اور ریاضی کے اختیاری مضامین کے ساتھ بی۔اے کیا۔ بی۔اے کے کچھ عرصہ بعد آپ ادبی رسالہ ''اردوئے معلّیٰ'' نکالتے رہے۔ پھر ان کی باغیانہ تحریروں کی وجہ سے انگریز حکومت نے ان کے اس رسالہ پر پابندی لگا کر اسے بند کر دیا۔ حسرت کی سیاسی دل چسپی زمانہ طالب علمی سے ہی شروع ہو چکی تھی۔ آپ تحریک آزادی کے سرگرم رکن اور اہم رہنما تھے۔ 1908ء میں آپ کو سیاسی معاملات میں حصہ لینے کی پاداش میں قید با مشقت کی سزا سنائی گئی۔ وہ روزانہ دستی چکی پر ایک من گیہوں پیستے رہے۔ اس سزا کے ضمن میں ان کا یہ شعر یادگار ہے۔

ہے مشقِ سخن جاری ، چکی کی مَشقّت بھی
ایک طُرفہ تماشا ہے حسرتؔ کی طبیعت بھی

حسرت 1946ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر مجلسِ قانون ساز کے رکن منتخب ہوئے لیکن قیام پاکستان پر پاکستان نہ آئے اور بھارتی پارلیمنٹ میں ہی کلمہ حق بلند کرتے رہے۔

حسرت بنیادی طور پر غزل گو شاعر تھے عشق و عاشقی کے جذبات ان کی غزل میں بہت نمایاں ہیں۔ تغزّل ان کی غزل کا بنیادی عنصر ہے اسی بنا پر انھیں ''رئیس المُتغزّلین'' کا لقب حاصل ہے۔ حسرت کو غزل کے ساتھ ساتھ انتقادِ ادبیات پر بھی دَسترس حاصل تھی انھوں نے ''دیوان غالب'' کی شَرح بھی لکھی۔ ''انتخاب سخن'' کے نام سے گیارہ جلدوں میں تمام ممتاز قدیم و جدید شعرا کے دواوین کا انتخاب بھی شائع کیا ان کی دیگر تصانیف میں ''نکات سخن''، ''مشاہدات زنداں''، ''کلیات حسرت موہانی'' اور ''انتخاب اردوئے معلّیٰ'' شامل ہیں۔

www.ilmkidunya.com

(K.B)

## مشکل الفاظ کے معانی

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| سامراج | غیر ملکی تسلط/قبضہ | صَعُوبتیں | تکلیفیں |
| دسترس | عبور، مہارت | راحت فزا | خوش گوار، خوشی بڑھانے والا |
| آرزو | خواہش مند | دیار | بستی، ملک |
| بَادِ صَرصَر | تیز ہوا، آندھی | صَبا | صبح کی ہوا |
| دَرمَاندہ | بچھڑا ہوا، قافلے سے جدا | بارگاہ عطا | اللہ تعالیٰ کا دربار |
| خطا | غلطی | رتبہ دانِ محبت | محبت کا بلند مقام و مرتبہ جاننے والا، محبت کی قدر کرنے والا |
| نسبت | تعلق | باغیانہ تحریر | حکومت کے خلاف مضامین |
| طُرفہ | نیا، عجیب | مقیم | ٹھہرے ہوئے |
| کلمۂ حق | سچی بات | مُتعدد | کئی |
| اعلیٰ پائے کے | اونچے درجے کے | اِنتقادِ اَدبیات | ادبی تنقید |
| بخوبی | اچھی طرح | باریکیاں | خوبیاں |
| رہنما | رہبر، راستہ دکھانے والا | وفا | محبت |
| رتبہ | مقام | حالت | کیفیت |
| شوق | عِشق، محبت، خواہش | اِنتہا | اخیر |
| اِبتداء | آغاز، شروع | بے بس | مجبور |

www.ilmkidunya.com

## اشعار کی تشریح

**شعر نمبر ۱:** لاہور بورڈ پہلا، دوسرا گروپ (2018) لاہور بورڈ پہلا گروپ (2017)

مصیبت بھی راحت فزا ہو گئی ہے
تری آرزو رہنما ہو گئی ہے

**حوالۂ شعر:-** (U.B+A.B)

**صنفِ ادب** : غزل
**شاعر کا نام** : حسرت موہانیؔ
**ردیف** : ہو گئی ہے

**مفہوم** : عشق و محبت کے راستے پر تیری آرزو ہی میری رہبر بن گئی ہے۔ اس لیے اے محبوب راستے کی ہر مصیبت میرے لیے راحت میں بدل گئی ہے۔ (U.B+A.B)

**تشریح:-** (U.B+A.B)

حسرت ایک غزل گو شاعر ہیں۔ انھوں نے غزل کو حُسن وعشق کے متعدد موضوعات سے رَوشناس کرایا۔ تغزل ان کی غزل کا بنیادی وصف ہے عشق و عاشقی کے جذبات کی عکاسی میں حسرت کو ملکہ حاصل ہے۔ زیرِ تشریح شعر میں بھی حسرت نے عشق و عاشقی کو ہی موضوعِ سخن بنایا ہے۔ عاشقی کا راستا بڑا کٹھن اور دشوار ہوتا ہے۔ عاشق کو راہِ محبت میں بڑی مشکلات برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ عشقِ حقیقی ہو یا مجازی ہمیشہ صبر طلب ہوتا ہے جب کہ تمنا کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ محبوب کی چاہت عاشق کو ہر دم بے قرار رکھتی ہے اور وہ غم اٹھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اگر عشقِ حقیقی کو مدنظر رکھا جائے تو شاعر کے مطابق راہِ سلوک پر چلنے میں پیش آنے والے مسائل نے اسے شکستہ دل نہیں کیا بلکہ اس کی ہمت بندھائی ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بعد ذاتِ رَبی ہی اس کی منزل ہے۔ بقول غالبؔ

؎ عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک

لہٰذا اگر محبت سچی اور جذبہ صادق ہو تو محبوب کی یہی چاہت راہِ محبت میں رہبر بن کر منزل کا پتا دیتی ہے، تب عاشقِ صادق ہر غم جھیلتا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور اُسے مصائب بھی راحت وسکون میں ڈھلتے نظر آتے ہیں کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ راہ کٹھن سہی لیکن اس کی منزل آخر کار محبوب کا حصول ہے۔ تب عاشق کو محبوب کی محبت ہی میں ہر بلا کا حل نظر آتا ہے بقول حسرت موہانیؔ:

؎ ہر حال میں رہا جو تیرا آسرا مجھے
مایوس کر سکا نہ ہجومِ بلا مجھے

دراصل اس شعر میں حسرت محبوب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب! جب سے تیری چاہت کو میں نے راہِ محبت کا رہبر بنایا ہے تب سے رنج والم مجھے رنج والم نہیں بلکہ راحت وسکون معلوم ہوتے ہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ عارضی مصائب اور دکھ درد وصل کی اُس لطافت کے سامنے کچھ بھی نہیں جو اس راہِ پرخار پر چلتے ہوئے آخر کار مجھے حاصل ہونے والی ہے۔ بقول شاعر:

؎ بس تیری رضا تیری خوشنودی ہمیں ملے
وہ غم سرمایا ہے جو تیری راہ میں ملے



www.ilmkidunya.com

**شعر نمبر ۲:**

یہ وہ راستا ہے دیارِ وفا کا
جہاں بادِ صرصر، صبا ہو گئی ہے

**حوالۂ شعر:۔** (U.B+A.B)

**صنفِ ادب** : غزل

**شاعر کا نام** : حسرت موہانیؒ

**ردیف** : ہو گئی ہے

**مفہوم :** انسانی زندگی پانی کے ایک بُلبلے کی مانند ہے اور یہ نمائشِ دنیا محض دھوکا اور فریب ہے۔ (U.B+A.B)

**تشریح:۔** (U.B+A.B)

حسرت ایک غزل گو شاعر ہیں اُنھوں نے غزل کو حسن وعشق کے متعدد مُوضوعات سے روشناس کرایا۔ تغزّل ان کی غزل کا بنیادی وصف ہے عشق و عاشقی کے جذبات کی عکاسی میں حسرت کو مَلکہ حاصل ہے۔ زیرِ تشریح شعر میں حسرت موہانی عشق و وفا کے کٹھن راستے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیارِ وفا میں قدم رکھنا اتنا آسان نہیں ہوتا اس کے لیے عاشق صادق کو مضبوط دل ہونا پڑتا ہے۔ یہاں قدم قدم پر مصائب اور رنج والم عاشق کا استقبال کرتے ہیں لہٰذا اگر عاشق بزدل اور کمزور ہو تو اس راہ کی دُشواریاں جھیل نہیں پاتا۔ یہاں ثابت قدمی اور حوصلہ شرط ہے۔ بقول غالبؔ:

؎ یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجیے
اِک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

گویا جو اس راہِ عشق میں درپیش مسائل کا سامنا کرنے کا حوصلہ پیدا کر کے اپنی نگاہ حصولِ یار پر مرکوز کر دیتا ہے اس کے لیے راہِ محبت میں پیش آنے والی تیز آندھیوں کی مانند مسائل بادِ صبا کی سی نرم روی اختیار کر جاتے ہیں اور عاشق تمام مصائب ہنس کر جھیل جاتا ہے تب عاشق کا مزاج غالب کے اس شعر کے مُصداق ہوتا ہے۔

؎ ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر

حسرتؔ کی شاعری میں حُب الوطنی اور وطن پرستی کے موضوعات بھی کثرت سے ملتے ہیں۔ انھوں نے جذبہ حُریّت سے سرشار قید و بند کی طویل صعوبتیں برداشت کیں لہٰذا وہ استعاراتی انداز میں بیان کرتے ہیں کہ وطن سے وفا شعاری کے اس راستے میں کانٹے سُنبل و ریحان کی مانند ہیں اور قید کی کال کوٹھڑی کی اذیت افرنگی کا ذہنی وجسمانی تشدد میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ اس کا یہ طرزِ عمل مجھے مزید ہمت بخشتا ہے۔



www.ilmkidunya.com

**شعر نمبر۳:** (گوجرانوالہ بورڈ 2015) پہلا گروپ، (لاہور بورڈ 16-15-2014) پہلا، دوسرا گروپ

میں درماندہ اس بارگاہِ عطا کا
گنہ گار ہوں اک خطا ہو گئی ہے

**حوالۂ شعر:۔** (U.B+A.B)

| | | |
|---|---|---|
| **صنفِ ادب** | : | غزل |
| **شاعر کا نام** | : | حسرتؔ موہانی |
| **ردیف** | : | ہو گئی ہے |

**مفہوم :** میں بارگاہِ عطا سے بچھڑنے والا وہ گناہ گار ہوں جس سے ایک خطا سرزد ہو گئی ہے۔ (U.B+A.B)

**تشریح:۔** (U.B+A.B)

حسرتؔ نے اگرچہ اپنی شاعری کو عارفانہ، صوفیانہ اور عاشقانہ اقسام میں مُنقسم کر دیا ہے لیکن وہ خالصتاً عشق و محبت کے شاعر ہیں۔ جس میں وہ ان کی شاعری میں حسن و عشق کی خارجی کیفیات کے ساتھ قلبی اور داخلی تاثرات کی کسک اور خلش بھی ملتی ہے۔ زیرِ تشریح شعر اس کی عمدہ مثال ہے۔

جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ عشق بہت صبر طلب ہوتا ہے بارگاہِ محبوب میں ہر لحہ محتاط رہنا پڑتا ہے۔ یہاں عاشق کی ہلکی سی لغزش محبوب کے غصے اور ناراضگی کا سبب بن سکتی ہے حسرت کہتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا جب میرا محبوب مجھ پر لطف و عنایت کرتا تھا اور میں ہر دم اُس کی محبت میں سرشار رہتا تھا لیکن انجانے میں مجھ سے ایسی خطا ہوئی کہ محبوب کے لطف و عنایت کا سلسلہ ہی مُنقطع ہو گیا ہے۔ اب میں درِ محبوب سے دور اپنی خطاؤں پر پچھتاتے ہوئے سوچتا ہوں کہ کاش بارگاہِ محبوب کے مزاج کا خیال رکھا ہوتا۔ بقول شکیل احمد بدایوانی:

؎ جب ہوا ذکر زمانے میں محبت کا شکیلؔ
مجھ کا اپنے دلِ ناکام پہ رونا آیا

شعر کا دوسرا پہلو تلمیح پر مبنی ہے جس میں شاعر کا اشارہ حضرت آدمؑ کے خُلد سے نکال دیے جانے کی طرف ہے۔ حضرت آدمؑ کو خدا کی جنت میں ہر طرح کی نعمت سے نوازا گیا تھا۔ وہاں ذاتِ خداوند اُن پر پوری طرح مہربان تھی۔ وہ سِوائے ممنوعہ پھل کے جو جی چاہتا کھاتے اور مزے لوٹتے لیکن ایک روز شیطان کے بہکاوے میں آ کر ممنوعہ شجر کا پھل کھا بیٹھے اور یوں بارگاہِ خداوندی میں خطا کے مرتکب ہوئے جس کی پاداش میں اُنھیں زمین پر اتار دیا گیا۔ تب حضرت آدمؑ کو اپنی غلطی کا شدید احساس ہوا اور وہ اپنی غلطی کی دن رات معافی مانگتے رہے۔ شاعر حسرت موہانی اس تلمیح کو بنیاد بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرتِ انسان بارگاہِ خداوندی سے نکالا ہوا ہے جو ایک جُرم کی پاداش میں اب تک رسوائی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس لیے اسے چاہیے کہ بارگاہ خداوندی میں خطا کاری کی روش نہ اپنائے ورنہ دنیا میں بھی خوار ہی ہوتا رہے گا۔ بقول غالبؔ:

؎ نکلنا خُلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کُوچے سے ہم نکلے



www.ilmkidunya.com

**شعر نمبر ۴:** ( گوجرانوالہ بورڈ 2015) دوسرا گروپ، (لاہور بورڈ 2014) دوسرا گروپ

ترے رتبہ دانِ محبت کی حالت
ترے شوق میں کیا سے کیا ہو گئی ہے

**حوالۂ شعر:-** (U.B+A.B)

**صنفِ ادب** : غزل
**شاعر کا نام** : حسرتؔ موہانی
**ردیف** : ہو گئی ہے

**مفہوم :** اے مرے محبوب! تیری چاہت میں تیرے عاشقوں کی حالت بہت بُری ہو گئی ہے۔ (U.B+A.B)

**تشریح:-** (U.B+A.B)

حسرتؔ کی شاعری کا ایک نمایاں وصف اس کی سادگی اور سلامت ہے۔ ان کے ہاں نہ تو خیال پیچیدہ ہے اور نہ ہی ان کے اشعار میں ادبی صنعتوں کی بھرمار ہے بل کہ ان کی شاعری ایک خوش گوار اعتدال و توازن، خلوص و سچائی اور آمد کی عمدہ مثال ہے۔ زیرِ تشریح شعر میں حسرت موہانی راہِ عشق میں آنے والی تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عشق کے مَراحل بڑے کٹھن ہوتے ہیں۔ عاشق صدمات سہتے سہتے جان سے گزر جاتے ہیں۔ دراصل عاشق کو معشوق کی رضا اور خوشی مطلوب ہوتی ہے اور اس کے لیے وہ سردھڑ کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتا۔ لیکن ستم ظریفی یہ کہ عاشق جس قدر محبوب پر جان چھڑکتا ہے۔ محبوب اتنا ہی اسے نظر انداز کرتا ہے۔ محبوب کی یہی بے اعتنائی عاشق کو جاں سوختہ رکھتی ہے اور عاشق محبوب کی چاہ پانے میں تماشا بن جاتا ہے۔ بقول خواجہ میر دردؔ:

؎ کیا مجھ کو داغوں نے سروِ چراغاں
کبھو تو نے آکر تماشا نہ دیکھا

حسرت موہانی بیان کرتے ہیں کہ اے میرے محبوب ذرا نظر اٹھا کر دیکھ تو سہی۔ جنھوں نے تمہاری محبت کا دم بھرا تمہاری چاہت کے لیے آج کس مقام کو پہنچ گئے ہیں ذرا دیکھو تو سہی یہ لوگ کیا مقام رکھتے تھے۔ وقار، حفظِ وضع اور عزتِ نفس ان لوگوں کی شان ہوا کرتا تھا لیکن اب وہ یہ سب کچھ تمہاری محبت میں ہار چکے ہیں۔ بقول میرؔ تقی میرؔ:

؎ پھرتے ہیں میرؔ خوار کوئی پوچھتا ہی نہیں
اس عاشقی میں عزتِ سادات بھی گئی

گویا کہ شاعر بتانا چاہتا ہے کہ محبوب کا تغافل محبّ کے لیے جان لیوا ہوتا ہے اور اگر یہ تغافل مستقل ہو جائے تو پھر محبّ کا جینا نظر نہیں آتا ہے بقول ولیؔ دکنی:

؎ جسے عشق کا ضرب کاری لگے
زندگی اُسے کیوں نہ بھاری لگے

عشقِ حقیقی کے تناظُر میں حسرتؔ کہتے ہیں کہ اے ربِ دو جہاں تیری خوشنودی اور رضا کے لیے ہر طرح کے مصائب سہے حتیٰ کہ تمام کاروبارِ حیات درہم برہم ہو گیا۔ لیکن تیری رضا کاروبارِ حیات سے زیادہ مطلوب رہی۔



www.ilmkidunya.com

**شعر نمبر ۵:**

پہنچ جائیں گے انتہا کو بھی حسرتؔ
جب اس راہ کی اِبتدا ہو گئی ہے

**حوالۂ شعر:۔** (U.B+A.B)

| | | |
|---|---|---|
| **صنفِ ادب** | : | غزل |
| **شاعر کا نام** | : | حسرت موہانیؔ |
| **ردیف** | : | ہو گئی ہے |

**مفہوم :** اے حسرت موہانی! راہِ عشق میں جب پہلا قدم رکھ لیا ہے تو پھر انجام کی فکر نہ کرو۔ اگر اس راہ عشق پر سفر کی اِبتداء ہوگئی ہے تو انجام بھی بخیر ہو گا۔ (U.B+A.B)

**تشریح:۔** (U.B+A.B)

حسرتؔ ایک غزل گو شاعر ہیں۔ اُنھوں نے غزل کو حسن و عشق کے مُتعدد موضوعات سے روشناس کرایا۔ تغزل ان کی غزل کا بنیادی وصف ہے اس کے علاوہ عشق و عاشقی کے جذبات کی عکاسی میں انھیں ملکہ حاصل ہے۔ زیرِ تشریح شعر میں حسرت موہانی راہِ عشق کے سفر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ راہ ِعشق پر چلنا بہت دُشوار ہوتا ہے۔ عاشق کا اس راہ پر چلنا تیز دھاری تلوار پر چلنے سے کم نہیں اس راہ کے مصائب قدم قدم پر عاشق کی آبلہ پائی کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ لیکن اگر عاشق کا جذبہ صادق اور عشق کامل ہو تو پھر عاشق گھبراتا نہیں بلکہ راہ کو پُر خار دیکھ کر خوش نظر آتا ہے۔ بقول غالبؔ

آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر

جب کہ اس کے برعکس اگر عاشق کا جذبہ صادق نہ ہو وہ ابتدائے عشق میں ہی راہِ فرار حاصل کر لیتا ہے۔ حسرت اس شعر میں راہِ عشق پر قدم رکھتے ہوئے پُراعتماد نظر آتے ہیں۔ ان کا جذبہ صادق اور عشق کاملِ نظر آتا ہے۔ لہٰذا وہ مطلق نہیں گھبراتے بل کہ وہ بڑے تجسُس سے عشق کی مرحلہ وَار منازل طے کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ بقول حسرت:

ہم وفا شیوہ ہیں تاویلِ ستم کر لیں گے
کیا ہوا ان سے اگر بات بنائی نہ گئی

دراصل حسرتؔ کا انداز رجائی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اس راہِ عشق پر قدم رکھ ہی لیا ہے تو پھر گھبرانا کیسا؟ اب تو یہ جذبہ عشق ہی میری رہنمائی کرے گا اور مجھے بہت جلد منزلِ مقصود تک لے جائے گا خود کہتے ہیں:

عشق میں خوفِ جاں سے در گزرے
ہم نے ٹھانی جو دل میں کر گزرے

گویا حسرتؔ غیر ملکی اِستعمار سے نجات اور قربِ خداوندی کے حصول کے لیے ہر طرح کے مصائب سہنے کے باوجود پُر امید نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ جگر مرادآبادی نے کہا ہے:

طولِ غمِ حیات سے نہ گھبرا اے جگؔر
ایسی بھی کوئی رات ہے جس کی سَحر نہ ہو

## مشقی سوالات

**سوال نمبر ا۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھیے۔**

**( الف ) شاعر کے ہاں مصیبت کے راحت فزا ہونے کی وجہ کیا ہے؟** لاہور بورڈ (2017) دوسرا گروپ، (گوجرانوالہ بورڈ 2014) پہلا گروپ (K.B)

**جواب:** **مصیبت راحت فزا ہونے کی وجہ**

شاعر کے ہاں مصیبت کے راحت فزا ہونے کی وجہ محبوب کی آرزو کا حصول ہے۔ محبوب کی آرزو کی تکمیل ہی شاعر کے تمام مصائب کو رَنج والم سے مسرت وشادمانی اور راحت وسکون میں ڈھال دیتی ہے۔

**( ب ) کون سے راستے پر چلنے سے مصیبت خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔** (لاہور بورڈ 2016) دوسرا گروپ (K.B)

**جواب:** **خوشی کا راستہ**

دیارِ وفا کے راستے پر چلنے سے شاعر کی تمام مصیبتیں خوشیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

**( ج ) شاعر منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لیے پُر اُمید ہے کیوں؟** (لاہور بورڈ 2016) دوسرا گروپ (K.B)

**جواب:** **منزل مقصود پر پہنچنے کی امید**

شاعر منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لیے اس قدر پُر اُمید اس لیے ہے کیونکہ محبت کے اس رستے پر محبوب کی آرزو اس کی راہنما ہے اور پھر شاعر راستے کی تمام مشکلات کو برداشت کرنے کا حوصلہ بھی رکھتا ہے۔

**سوال نمبر ۲۔ قوسین میں دیے گئے موزوں لفظ سے خالی جگہ پُر کیجیے۔** (U.B+A.B)

**جواب:**

(الف) محبوب کی جدائی رہنما بن گئی۔ (محبت، جدائی، آرزو)

(ب) غزل کے چوتھے شعر میں حالت بدلنے سے مُراد حالت کا بہتر ہونا ہے؟ (غیر، بہتر، بدتر)

(ج) اس غزل میں ہم قافیہ الفاظ کی تعداد چھے ہے۔ (چھے، سات، آٹھ)

**سوال نمبر ۳۔ حسرت موہانی کی غزل کے متن کی روشنی میں درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:** (U.B+A.B)

**1۔ کون سی چیز راحت افزا ہو گئی ہے؟**

(A) رنج (B) مصیبت (C) ناکامی (D) حسرت

**2۔ کون سے راستے پر چلنے سے مصیبت خوشی میں تبدیل ہو جاتی ہے؟**

(A) وصلِ محبوب (B) محبوب کی تمنا (C) واعظ کی نصیحت (D) غمِ روزگار

**3۔ کون سا راستہ ہے جہاں بادِ صرصر صبا ہو گئی ہے؟**

(A) راہِ محبت (B) دیارِ غیر (C) رہِ دیارِ غیر (D) راہِ وفا

**4۔ انتہا تک پہنچنے کی شرط کیا ہے؟**

(A) اِبتدا کرنا (B) جہدِ مسلسل (C) ایثار (D) چاہت اور محنت

### کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | B | 2 | B | 3 | B | 4 | A |

سوال نمبر۴۔ اس غزل کا مَطلع اور مَقطع کاپیوں میں خوش خط لکھیں۔ (U.B+A.B)

**مطلع:**

اس کے معنی ''طلوع ہونے کی جگہ'' کے ہیں۔ اصطلاح میں کسی غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو مَطلع کہتے ہیں، بشرطیکہ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ یا ہم قافیہ و ہم ردیف ہوں۔ غالب کی ایک غزل کا مطلع اس طرح ہے۔

بازیچہ اَطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

**مقطع:**

غزل کے آخری شعر کو جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے، مَقطع کہتے ہیں۔ اگر تخلص موجود نہ ہو تو وہ شعر مقطع نہیں ہوگا، بلکہ آخری شعر ہوگا۔
ناصر کاظمی کی ایک غزل کا مقطع ہے:

وقت اچھا بھی آئے گا ناصؔر
غم نہ کر، زندگی پڑی ہے ابھی

## کثیر الانتخابی سوالات

(U.B+A.B)

درج ذیل سوالات کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں درست جواب کی نشاندہی کریں؟

1۔ حسرؔت موہانی کا اصل نام تھا:

(A) سید فضل اللہ (B) سید فضل الحسن (C) سید فضل الٰہی (D) سید فیصل بخاری

2۔ حسرؔت موہانی یُو۔ پی کے کس قصبے میں پیدا ہوئے:

(A) موہان (B) نندی پور (C) انگا (D) پھول نگر

3۔ حسرؔت موہانی نے ایم۔ او۔ کالج سے کون سا امتحان پاس کیا؟

(A) ایم۔ اے کا (B) بی۔ اے کا (C) ایف۔ اے کا (D) ایم۔ فل کا

4۔ حسرؔت موہانی نے کون سا اَدبی رسالہ نکالا؟

(A) نقوش (B) زمیندار (C) اردوِ معلّٰی (D) ساقی نامہ

5۔ حسرؔت موہانی ۱۹۴۶ء میں کس جماعت کے ٹکٹ پر مَجلسِ قانون ساز کے رکن منتخب ہوئے؟

(A) مسلم لیگ (B) کانگریس (C) مہاراشٹرا جنتا پارٹی (D) لوک سبھا

6۔ حسرؔت موہانی جیل میں روزانہ دستی چکی پر کتنے مَن گیہوں پیستے؟

(A) دو مَن (B) تین من (C) چار من (D) ایک مَن



www.ilmkidunya.com

7۔ حسرتؔ موہانی کو کونسا لقب دیا گیا؟

(A) خاقانیٔ ہند (B) ابوالاثر (C) شاعرِ مزدور (D) رئیس المُتغزّ لین

8۔ شاملِ نصاب غزل از حسرتؔ موہانی کا ماخذ کیا ہے؟

(A) نکاتِ سخن (B) کلیاتِ حسرتؔ موہانی (C) مشاہداتِ زنداں (D) انتخابِ اردوئے معلیٰ

9۔ محبوب کی آرزو ہو گئی ہے:

(A) دیوانی (B) پوری (C) راہنما (D) مکمل

10۔ حسرتؔ موہانی کی غزل میں ہم قافیہ الفاظ کی تعداد ہے:

(A) چھ (B) سات (C) آٹھ (D) نو

11۔ غزل کے جس آخری شعر میں شاعر کا تخلّص استعمال نہیں ہو گا شعر کہلاتا ہے؟ (لاہور بورڈ 2014) دوسرا گروپ

(A) پہلا شعر (B) مطلع (C) مَقطع (D) آخری شعر

12۔ مصیبت بھی راحت فزاء ہو گئی ہے، تیری آرزو رہنما ہو گئی ہے" کس شاعر کا شعر ہے؟

(A) مرزا غالب (B) حسرت موہانی (C) میر تقی میر (D) جگر مراد آبادی

13۔ کون سی چیز راحت فزاء ہو گئی ہے؟ (لاہور بورڈ 16-2015) پہلا / دوسرا گروپ

(A) رنج (B) مصیبت (C) ناکامی (D) حسرت

14۔ حسرت موہانی کی غزل میں انتہا تک پہنچنے کی شرط کیا ہے؟ (گوجرانولہ بورڈ 2015) پہلا گروپ

(A) ایثار (B) جہدِ مسلسل (C) اِبتدا کرنا (D) چاہت اور محبت

## کثیرالانتخابی سوالات کے جوابات

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| A | 5 | C | 4 | B | 3 | A | 2 | B | 1 |
| A | 10 | C | 9 | B | 8 | D | 7 | D | 6 |
| | | C | 14 | B | 13 | B | 12 | D | 11 |

www.ilmkidunya.com